پیاری بہنو، کچھ عرصہ پہلے ہم نے اپنی قرآن اسرہ کی کلاس میں سورۃ البقرہ کے آخری چند رکوع مکمل کئے اور انہی آیات میں سود کی ممانعت آئی ہے۔ کلاس میں ایک جامع ڈسکشن کے بعد کچھ باتیں آپ سے شئر کر رہی ہوں۔ کوشش یہ ہے کہ انتہائی آسان زبان میں سود کے بارے میں واضح کیا جائے۔ بظاہر فائدہ نظر آنے والے یہ رقم یا مال ہمارے لئے کیسے گڑھے کھود رہے ہیں۔ آئے مل کر دیکھتے ہیں۔

سود سے مراد وہ اضافی رقم ہے جو کوئی شخص یا فرم یا حکومت دوسرے کا مال استعمال کرنے پر ادا کرتی ہے۔ یہ ایک پہلے سے طے شدہ رقم ہوتی ہے جو کہ میعاد مقررہ کے بعد ادا کی جاتی ہے۔

سود اور تجارت میں فرق یہ ہے کہ تجارت میں نفع و نقصان دونوں کا احتمال ہوتا ہے جبکہ سود سے کمائی جانے والی رقم قرضہ دینے والی پارٹی کو بغیر کسی نقصان کے مل جاتی ہے چاہے قرض دار کا جتنا بھی نقصان ہو جائے۔

[سود کی اقسام، تجارت و سود کی مزید تفصیلات کیلئے دیکھئیے تاثیر القرآن صفحہ نمبر ۲۲۶ سے ۲۳۶ تک اور تفہیم القرآن صفحہ نمبر ۲۱۰ سے ۲۱۸ تک]

مختلف ممالک میں رائج سود کی شرح

انڈونیشیا	سعودی عرب	چائنا	ایران	انڈیا	پاکستان	برازیل	یورپین یونین	جرمنی	امریکہ
7.5%	2%	6%	14%	8%	10%	11%	0.05 %	0.05 %	0.25 %

ترقی یافتہ اور ترقی پزیر ممالک میں فرق آپ دیکھ لیں۔ [Wikipedia]

سود کے اثرات

عام آدمی پر یعنی مجھ پر، آپ پر یا آپ کی اولاد پر یا آپکے پیاروں پر

جب سود کی شرح بڑھتی ہے تو لوگ پیسہ خرچ کرنے کی بجائے پیسہ بچانا شروع کر دیتے ہیں۔ بینک میں جمع کروا دیا، پرائز بانڈز خرید لئے، ڈاک خانہ میں جمع کروا دیا وغیرہ۔ خرچ کے کم ہونے کی وجہ سے طلب [demand] میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور سرمایہ دار کو نقصان نظر آنے لگتا ہے کیونکہ طلب کے مقابلے میں رسد [supply] بڑھ جاتی ہے۔ جسکی وجہ سے اشیاء کی قیمتیں نیچے آنے لگتی ہیں نتیجتاً سرمایہ دار سرمایہ کاری کم کر دیتے ہیں۔ نئے کاروبار شروع نہیں ہوتے جس سے بے روزگاری بڑھنے لگ جاتی ہے۔ اگر کمپنیاں سکڑنا شروع ہو جائیں تو وہ ملازمین کو فارغ کرنے لگ جاتی ہیں [آپ نے گولڈن ہینڈ شیک سکیم کا نام سنا ہو گا]، اس سے بے روزگاری میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ جب گھر کے کمانے والے کی نوکری چلی جائے تو وہ گھر کے افراد کا پیٹ پالنے کیلئے کیا کرے گا۔ یا چوری کرے گا یا پھر قرضے لینے پر مجبور ہو جاتا ہے، جس سے غربت کا یہ چکر مزید تیزی سے حرکت میں آ جاتا ہے۔ قرض کی اصل رقم کے ساتھ اب اسے سود بھی ادا کرنا ہے۔ اسکے علاوہ جو لوگ کریڈٹ کارڈ استعمال کرتے ہیں، انہیں زیادہ ادائیگی کرنی پڑتی ہے۔ اس سے قوت خرید کم ہو گی اور نتیجہ غربت میں اضافے کی شکل میں ہی نکلے گا۔ جب لوگ اقساط پر اشیا لیتے ہیں تو انکو اصل سے زیادہ رقم ادا کرنا پڑتی ہے اور یہ اضافی رقم بھی سود ہے۔

حکومت پر اثرات

حکومت نے قرضہ لیا اب معینہ مدت گزرنے کے بعد اصل کے ساتھ سود بھی ادا کرنا ہے۔ اگر حکومت نے بروقت ادائیگی نہ کی تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سود بھی بڑھتا جائے گا۔ حکومت کو قرض کی ادائیگی کہ لئے جو رقم چاہئے اسے وہ دو طریقوں سے پورا کر سکتی ہے

۱۔مزید روپے چھاپ کر، جس سے مہنگائی میں اضافہ ھوتا ھے

۲۔لوگوں پر ٹیکس لگا کر، جس سے لوگوں کی قوت خرید پر منفی اثر پڑتا ھے اور اوپر بیان کیا گیا چکر دوبارہ شروع ھو جاتا ھے

ان دونوں صورتوں میں نتیجہ غربت میں اضافہ ھی ھے۔اسکے علاوہ جب ایک ملک دوسرے ملک سے قرضہ لیتا ھے تو اکثر اوقات قرضہ دینے والے ملک کی شرائط بھی ساتھ ہی ماننی ھوتی ھیں۔پاکستان کی مثال کے لیں کہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے قرضے لینے کے نتیجے میں ہمارے ملک کے حکمران تک قرضہ دینے والوں کی مرضی سے چنے جاتے ھیں۔جب مستقبل میں ملک کی زیادہ تر پیداوار قرض کی ادائیگی میں صرف ھو جاتی ھے تو حکومت کے پیداواری منصوبے کھٹائی میں پڑ جاتے ہیں مثلاً فیکٹریاں کم لگیں گی، جسکے نتیجے میں کل پیداوار میں کمی ھوتی ھے اور آمدنیاں بھی کم ھوں گی۔اوپر والا چکر پھر سے شروع ھو جائے گا۔

جب حکومت ٹیکس بڑھاتی ھے تو لوگوں کی بچت کم ھو جاتی ھے اور لوگوں میں کام کرنے کا جزبہ کم ھو جاتا ھے۔

پالیسی بنانے والے لوگوں کے ہاتھ بھی بندھے ھوتے ہیں تو وہ معیشت کو آنے والے چیلنجز میں کچھ نہیں کر سکتے۔

تجارت پر اثرات

سود کی وجہ سے عام آدمی تجارت کی بجائے بینک میں پیسہ رکھنے پر اکتفا کرتا ھے کہ تجارت میں نفع کے ساتھ ساتھ نقصان کا بھی ڈر ھوتا ھے اور اسکے علاوہ محنت الگ چاہئے ھوتی ھے جبکہ سود تو گھر بیٹھے مل جاتا ھے۔جب تجارت نہیں پھلتی پھولتی تو جیسا کہ پہلے بتایا گیا ھے کہ نوکریاں نہیں نکلتیں، بے روزگاری بڑھتی ھے، قرض داروں کی تعداد بڑھتی ھے، غربت بڑھتی ھے۔

بینکوں سے زیادہ تر بڑے سرمایہ داروں کو ہی قرضے ملتے ہیں کیونکہ ان کے پاس ضمانت کی رقم یا مال ھوتا ھے۔روپیہ انہی کے پاس جمع ھوتا رہتا ھے۔کبھی وہ خود کو دیوالیہ ظاہر کرکے قرضہ جات معاف کروالیتے ہیں تو اسمیں عوام کا بینکوں میں جمع پیسہ ہی ڈوبتا ھے۔

اسکے علاوہ بڑے سرمایہ دار اوروں کو منڈی میں کاروبار جمانے ھی نہیں دیتے۔اس سے یہ ھوتا ھے کہ اجارہ داری قائم ھو جاتی ھے اور بے چارے صارف سرمایہ داروں کی مرضی کی قیمتیں ادا کرتے ہیں۔اگر منڈی میں مقابلہ ھوگا تو اشیاء کی قیمتوں کا تعین طلب اور رسد کے ذریعے ھوگا اور شے کی مناسب قیمت مقرر ھو گی۔لیکن اجارہ داری کی صورت میں جو قیمت ہمارے سر ڈال دی جاتی ھے، ھم اسے ادا کرنے پر مجبور ہیں۔

پیسہ کہاں جمع کریں؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بینک مین پیسہ رکھنے کی بجائے گھر میں رقم رکھیں یا زیور لے لیں۔اس پر ہر سال چالیسواں حصہ زکوۃ نکالیں گے تو اس میں اضافہ نہیں اور آہستہ آہستہ اسکی یہ بچت ختم ھو جائے گی۔اسلئے ہر سمجھدار یہی کرے گا کہ اس سرمائے کو تجارت میں لگائے گا،اس سے منافع کمائے اور اس سے زکوۃ بھی ادا کرے۔اس سے نہ صرف اسکا اپنا فائدہ ھوگا بلکہ اوروں کا بھی ھوگا کہ انہیں روزگار مہیا ھوگا۔اسلام میں مال کو چند ھاتھوں میں منجمد کرنا منع ھے۔

اسلام تجارت کی ترغیب دیتا ھے۔ صرف زکوۃ ادا کرنا کافی نہیں ھے بلکہ اسے صحیح مستحق تک پہنچانا فرض ھے۔سودی نظام کے برعکس اگر مسلمان ممالک میں زکوۃ کا صحیح نظام رائج ھوتا تو تجارت پنپتی اور سبکو اسکا فائدہ پہنچتا۔میٹرک کی کلاس میں ھمارے اردو کے استاد نے [اللہ انہیں جنت نصیب فرمائے،آمین] بتایا تھا کہ ڈیرہ اسماعیل خان کے مہاجر خاندان ایک سال میں زکوۃ جمع کرکے ایک مستحق کو دیتے اور اسکا کاروبار سیٹ کرواتے۔اگلے سال وہی مستحق زکوۃ ادا کرنے والوں میں ھوتا۔کیا کبھی ھم نے ایسا سوچا ھے؟ ھم تو زکوۃ اگر ادا کردیں تو بڑی بات ھے اور پھر اسکو اتنے چھوٹے چھوٹے ٹکروں میں کرکے دیتے ہیں کہ مستحق بیچارہ اس سے بس چند دن کی روٹی ہی کھا سکتا ھوگا بجائے یہ کہ کوئی کام شروع کرے۔

مہنگائی میں اضافہ کرنے والی ایک چیز سود بھی ھے۔ ایک مثال دیکھتے ہیں۔ حکومت نے قرض لیا۔ اب قرض کی ادائیگی کرنی ھے تو ٹیکس بڑھا دیا ہر چیز پر۔ جس سے سب مہنگا ھو گیا۔ ۱۰۰ روپے والے موبائل کارڈ میں بیلنس صرف ۷۵٫۶۵ روپے کا بچا یعنی اتنے کی کالز ملیں اور باقی ۲۴٫۳۵ روپے حکومت کے پاس گئے ٹیکس کی شکل میں۔ شیمپو کی بوتل خریدیں تو قیمت ۶۵ روپے اور سیلز ٹیکس ۷ا روپے۔ کوئی شے چاہے بڑی ھو مثلاً کار یا چھوٹی جیسے چائے کا ساشے یا نوڈلز کا ساشے، ٹیکس ادا کرنا ھی ھے۔

ایسے ہی بجلی مہنگی، ٹرانسپورٹ مہنگی، دوائیاں مہنگی، گیس مہنگی، فون مہنگا، روز مرہ کی اشیاء مہنگی۔۔۔

سوشل سیکوریٹی کے اخراجات اور میڈیکل کیئر

ایسے ممالک جہاں یہ سسٹم چلتے ہیں تو انکا حال بھی مندرجہ زیل مثال میں دیکھیں

امریکہ کی حکومت کے یہ اخراجات اس حد تک بڑھ چکے ہیں اور انکی وجہ سے انکی معیشت کو نقصان پہنچ رہا ھے لیکن انکے سیاست دان اسکو تبدیل کرنے سے گریزاں ہیں۔ ہمیں ان ملکوں کا سوشل سیکوریٹی اور میڈیکل کیئر کے سسٹم آئیڈیل لگتے ہیں اور ھم اسے بہت سراہتے ہیں کہ انکی حکومتیں ہر چیز کا خیال کرتی ہیں یہاں۔ زرا ھم اس سسٹم کا اپنے زکوۃ کے سسٹم سے موازنہ کریں کہ کونسا سسٹم زیادہ بہتر ھے۔

امریکہ کی حکومت جون ۲۰۱۳ میں ۱۶٫۷ ٹریلین ڈالر کی مقروض تھی۔ امریکن معیشت دان پاول کروگمن ۲۰۱۳ میں کہتے ہیں کہ، "فسکل پالیسی ایک اخلاقی ایشو ھے اور ہمیں خود پر شرمندہ ہونا چاہئے کہ ھم کل آنے والی نسلوں کے معاشی معاملات کے ساتھ کیا کر رہے ہیں۔ ھم نوجوانوں کو بے روزگاری دے رھے ہیں، ھم اساتذہ کی نوکریوں میں کمی کر رھے ہیں جس سے تعلیم کے معیار پر منفی اثر پڑ رہا ھے۔"

(Source: NYT Paul Krugman Cheating our Children March 2013)

۲۰۱۰ کی رپورٹ کے مطابق امریکہ کے ۷۵ فی صد اثاثے ملک کے ۵ فی صد لوگوں کے پاس ہیں۔ مستقبل کی نسلوں میں صرف یہی ۵ فی صد لوگ ھی آج کی سرمایہ کاری سے سود یا اصل رقم پا سکیں گے۔ باقی ۹۵ فی صد کیا کریں گے، یہ آپ خود بہتر سوچ سکتے ہیں۔

اب اس نظام کا حضرت عمر کے زمانے کے زکوۃ کے نظام سے موازنہ کریں اور دیکھیں کہ کونسا نظام بہترین ھے۔ سود کا نظام یا تجارت اور زکوۃ کا نظام؟؟؟